ایک تحقیقی جائزہ



قرار دادِ ختمِ نبوّت کا اصل محرّک کون؟

تحریر

محمد احمد ترازی

شعبہ نشرواشاعت

فدائیان ختم نبوت پاکستان

برائے خط وکتابت: پوسٹ بکس نمبر 17650 کراچی 75300

www.khatm-e-nabuwwat.com

30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں
قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے والی
قرارداد کے حوالے سے تاریخی حقائق کیا کہتے ہیں؟

قراردادِ ختمِ نبوّت کا اصل محرّک کون؟

ایک تحقیقی جائزہ

تحریر
محمد احمد ترازی

شعبہ نشرو اشاعت
فدائیان ختم نبوت پاکستان
0300-8201774, 0333-2243950, 03222-2402692
www.khatm-e-nabuwwat.com

حقائق سے پردہ اُٹھتا ہے!

اسلام اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی طرف سے تخریبی سرگرمیاں تو قادیانیت کے جنم دن اور قیام پاکستان کے وقت سے ہی جاری ہیں۔ان کے کفریہ مذہبی عقائد کی وجہ سے ان کو کافر قرار دینے کا مطالبہ بھی ہر دور کے علمائے حق کی طرف سے جاری رہا۔اس مطالبہ میں شدت 1953ء میں مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور)

کی قیادت میں چلنے والی تحریک ختم نبوت کے ایام میں آئی۔لیکن نوزائیدہ مملکت اسلامی کے کارپردازان حکومت،غیر ملکی آقاؤں کا دباؤ برداشت نہ کر سکے اور قائدین تحریک کو جیلوں میں ڈال کر اور ہزاروں مجاہدین ختم نبوت پر گولیاں برسا کر ان کو شہید کر کے وقتی طور پر تحریک ختم نبوت کو دبانے میں کامیاب ہو گئے اس تحریک کے دوران ہی مولانا عبدالستار خاں نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہما کو تحریک کی قیادت کرنے، جبکہ مولانا مودودی کو "قادیانی مسئلہ" نامی کتاب مرتب کرنے کے جرم میں موت کی سزا سنائی گئی۔تحریک ختم نبوت 1953ء کو حکومت کی طرف سے بزورِ قوت کچل دینے اور قائدین وکارکنان تحریک کے ساتھ ذلت آمیز سلوک روا رکھنے سے قادیانیوں کے حوصلے مزید بڑھے اور وہ کھلے عام تخریبی سرگرمیوں میں ملوث ہوتے رہے۔

29 مئی 1974ء کو قادیانیوں نے کھلی غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ربوہ (چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر،نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ جو کہ شمالی علاقہ جات کی سیر سے ریل گاڑی پر واپس آ رہے تھے،بہیمانہ تشدد کیا۔قادیانیوں کی اس دہشت گردی کی وجہ سے ایک بار پھر تحریک شروع ہو گئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اصولی مطالبہ زور پکڑ گیا۔ہر صاحب ایمان نے اس تحریک میں دامے درمے قدمے سخنے، بھرپور کردار ادا کیا۔قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت پاکستان قومی اسمبلی کے ممبر تھے،آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ پر مبنی ایک قرارداد تیار کی اور 22 دیگر اراکین قومی اسمبلی کے تائیدی دستخط کروا کر یہ قرارداد 30 جون 1974ء کو قومی

اسمبلی میں پیش کر دی۔ ملک بھر میں تحریک ختم نبوت کے زور پکڑ جانے اور علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے قرارداد پیش کر کے اس مسئلہ کو باقاعدہ قومی اسمبلی میں لے آنے پر ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان نے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دیکر قادیانی مسئلہ کے حل کے لئے اقدامات کرنے کا اختیار دے دیا۔ اس خصوصی کمیٹی نے مسئلہ کے حل کے لئے مفصل بحث کرنے اور قادیانیوں کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے قادیانی و لاہوری گروہوں کے سربراہان کو اپنے نمائندوں سمیت خصوصی کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر اپنا موقف بیان کرنے کا پورا پورا موقع دیا۔ یہ خصوصی کمیٹی قادیانیوں اور لاہوری گروہ کے سربراہوں کے بیانات اور ان پر ممبران قومی اسمبلی کی جرح سننے کے بعد اس امر پر متفق ہوگئی کہ مرزا قادیانی کے عقائد کفریہ ہیں اور اس کے پیروکار خواہ وہ قادیانی یا لاہوری یا کوئی بھی نام اپنائیں خارج از اسلام ہیں۔ چنانچہ 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اس طرح 1974ء والی قومی اسمبلی پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس اسمبلی کے ایک معزز رکن نے قرارداد پیش کر کے قادیانی مسئلہ قومی اسمبلی میں اٹھایا اور پوری اسمبلی نے اس انتہائی اہم مسئلہ پر مکمل تحقیق کر کے اس کو حل کر دیا۔ اس طرح علمائے حق کا 90 سالہ پرانا مطالبہ تسلیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اسپیکر قومی اسمبلی نے ملکی مفاد میں قومی اسمبلی کی اس کارروائی کی اشاعت پر پابندی لگا دی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے کارپردازان یہ برداشت نہیں کرتے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں دیگر مسالک کے راہنماؤں کی کوششوں اور قربانیوں کا نام بھی لیا جائے چنانچہ ان کی شعوری کوشش رہتی ہے کہ ہر اہم کام کو کھینچ تان کر دیوبندی اکابر سے منسوب کر دیا جائے۔ جس کام میں کسی دیوبندی کا کوئی عمل دخل کسی طور پر ثابت نہ کر سکیں اس کے پیچھے "فلاں بزرگ کی دعا کا اثر" تحریر کر کے اپنے ضمیر کو مطمئن کر لیتے ہیں۔ تحریک ختم نبوت 1953ء کی قیادت مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ ان کے جیل میں چلے جانے کے بعد ان کے اکلوتے بیٹے مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد وزیر خاں کو تحریک کا مرکز بنا کر تحریک کی قیادت فرمائی۔ فوجی عدالتوں نے آپ دونوں بزرگوں کو سزائے موت سنائی، لیکن دیوبندی لٹریچر میں تحریک ختم نبوت، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دیگر دیوبندی اکابر کے رہین منت ہی نظر آتی ہے۔ اسی طرح 1974ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران قائد ملت اسلامیہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے بحیثیت ممبر قومی اسمبلی، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کی قرارداد

پیش کی اور اسی قرارداد پر کارروائی کے نتیجے میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ مگر براہو تعصب کا جس کی وجہ سے قریباً تمام دیوبندی مصنفین ومؤلفین جان بوجھ کر تاریخی حقائق مسخ کرنے کے لئے تحریف تک کئے جا رہے ہیں۔ قومی اسمبلی کی کارروائی سے متعلق دیوبند مسلک کی طرف سے آج تک جتنا لٹریچر دیکھنے کو ملا ہے اس میں مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ قرارداد کو "حزب اختلاف کی قرارداد" تحریر کیا گیا ہے کسی دیوبندی کو یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ وہ بھول کر بھی لکھ دے کہ یہ قرارداد مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے تیار کر کے پیش کی تھی۔ اور قرارداد میں جان بوجھ کر تحریف کرتے ہوئے قرارداد پر دستخطوں کی ترتیب بدل کر اپنے اطمینان کا سامان نکالتے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی محرک قرارداد کا نام تائید کنندگان کے بعد نہیں آتا لیکن دیوبندی لٹریچر میں شائع کی جانے والی یہ قرارداد شائد دنیا بھر کی قراردادوں میں واحد مثال ہے۔ جس پر مویدین کے دستخط پہلے اور محرک قرارداد کے دستخط تیسرے نمبر پر دکھائے گئے ہیں۔ اب حکومت کی طرف سے کارروائی منظر عام پر آگئی ہے تو قومی اسمبلی کے اصل ریکارڈ میں سے قرارداد بھی منظر عام پر آئی ہے۔ اس ریکارڈ کے مطابق محرک قرارداد الشاہ احمد نورانی کے دستخط سر فہرست، پہلے نمبر پر روز روشن کی طرح چمک رہے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ کسی بھی اہم مہم کو سر کرنے کے لئے ایک فرد نہیں بلکہ ایک ٹیم کام کرتی ہے۔ اور اس ٹیم کے تمام اراکین اور ان کی کوششیں اپنی اپنی جگہ پر اہم اور قابل تعریف ہوتی ہیں اسی طرح تحریک ختم نبوت 1974 کے دوران بھی ہوا کہ سب اراکین اسمبلی نے اس موقع پر اپنا اپنا کردار ادا کیا، کسی نے قرارداد مرتب کی تو کسی نے اس کی تائید کی، کسی نے اس پر بحث میں حصہ لیا تو کسی نے عوامی محاذ پر لوگوں کو مسئلہ کی نزاکت واہمیت سے آگاہ کر کے عوامی دباؤ حکومت پر برقرار رکھا۔ بعضوں نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر کے اپنی "مسلکی غیرت" اور قادیانیت کے ساتھ "دشمنی" کا واضح ثبوت بھی دیا۔ جس نے جتنا کام کیا اس کو اتنا اعزاز نصیب ہوا۔ لیکن ریکارڈ میں تحریف کر کے اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے سے کونسی دینی یا مسلکی خدمت سر انجام دینے کی کوشش کی جا رہی ہے، یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

اس حقیقت سے کسی طور بھی انکار ممکن نہیں کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ کفر دینے سے لیکر قادیانیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کی سعی کے سلسلہ میں قرارداد پیش کرنے تک سب اعزازات اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اہل سنت کو نصیب فرمائے ہیں لیکن اہل دیوبند "سب سے پہلا فتویٰ

کفر" مرتب کرنے سے لیکر" قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ" ترتیب دینے تک سب اوراق اہل دیوبند کی تعریفوں اور ان کے "لہو لگے جسموں کو شہیدوں میں شمار کرنے" میں مشغول ہیں۔

قرار دادِ ختم نبوت کا اصل محرک کون ؟ (ایک تاریخی و تحقیقی جائزہ) میں جناب محمد احمد ترازی صاحب نے دانستہ حقائق مسخ کرنے کی ایک داستاں بیان کی اور دستاویزی ثبوت مہیا کر کے یہ بات سمجھانے کی پوری کوشش کی ہے کہ حقائق پر تعصب کے پردے نہیں ڈالے جاسکتے، جلد یا بدیر حقائق واضح ہو کر ہی رہتے ہیں جب حقائق سامنے آجائیں تو حقائق کی پردہ پوشی کرنے والوں کو سوائے شرمندگی اور خجالت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد احمد ترازی صاحب کو اس کاوش پر اجر عظیم سے نوازے۔ (آمین)

صادق علی زاہد



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرار دادِ ختمِ نبوّت کا اصل محرّک کون؟

"ایک جھوٹ کو اتنی بار دہراؤ کہ لوگ اُسے سچ سمجھنے لگیں۔" ہٹلر کے وزیر اطلاعات جوزف گوئبلز کا یہ مقولہ آج ایک ایسے مستقل شیطانی حربے کی شکل اختیار کر چکا ہے جس کا دائرہ کار اب سیاسی کارکنان، قائدین اور ارباب اقتدار تک ہی محدود نہیں رہا، بلکہ مخصوص مذہبی و دینی شخصیات، صاحب علم و دانش اور کچھ نام نہاد محققین بھی اِس کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔

المیہ یہ ہے کہ اِس "جھوٹ" کی شرانگیزی میں اُس وقت مزید اضافہ ہو جاتا ہے جب جھوٹ بولنے والا دینی عالم و فاضل، شیخ الحدیث اور منصب افتاء پر فائز ہو اور اچھی طرح جانتا ہو کہ ایک مومن دیگر اخلاقی کمزوریوں اور خرابیوں میں مبتلا ہونے کے باوجود کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا ہے۔

دین اسلام جھوٹ، غیبت اور منافقانہ طرز عمل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے، مگر ہمارے یہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو سچائی کو چھپانے کیلئے جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہیں، حقیقت کو جھٹلاتے ہیں، تاریخ کو مسخ کرتے ہیں اور لغو و من گھڑت تاریخ سازی کر کے اپنی کوتاہیوں، بداعمالیوں اور قومی و ملی جرائم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اِس طبقہ فکر میں خاص طور پر وہ لوگ بھی شامل ہیں جنھوں نے 1857ء کی جنگ آزادی سے لے کر 1947ء میں قیام پاکستان تک، انگریز اور ہندو بنئے کی خدمت و کاسہ لیسی کی، اسلامی تعلیمات کی نت نئی توضیح و تشریح پیش کی، اسلامی نظریہ قومیت (مسلم قومیت) کے مقابلے میں "اوطان" کو قومیت کا ماخذ قرار

نئی توضیح وتشریح پیش کی، اسلامی نظریہ قومیت (مسلم قومیت) کے مقابلے میں "اوطان" کو قومیت کا ماخذ قرار دیا، متحدہ قومیت کا راگ الاپا، ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگائے، اُنہیں مساجد کے منبروں پر بیٹھایا، اُن کی خوشنودی کیلئے مسلمانوں کو شعائر اسلامی سے روکنے کے فتوے دیئے، علی الاعلان کانگریس کا ساتھ دیا، نظریۂ پاکستان اور تحریک پاکستان کی بھرپور مخالفت کی اور نہ صرف مسلمانان برصغیر کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کیں بلکہ پاکستان کو "پلیدستان" اور قائداعظم محمد علی جناح کو "کافر اعظم" تک قرار دیا، کہنے والوں نے یہاں تک کہا کہ "کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بنا سکے۔"

ان لوگوں کی بداعمالیاں کسی سے مخفی نہیں، تاریخ کے صفحات اِن کے سیاہ کارناموں سے بھرے پڑے ہیں، مگر جب 14 اگست 1947ء کو قیام پاکستان نے اُن کے تمام مذموم عزائم اور ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دیا، تو اُن کے پاس اِس کے سوا کوئی راستہ نہیں بچا کہ اپنے اکابرین کے شرمناک کردار و عمل کو چھپایا جائے، اُن کے منفی کردار و عمل پر پردہ ڈالا جائے، چنانچہ انہوں نے منظم انداز میں تاریخ کو نئے سانچے میں ڈھالنے کے لیے کام شروع کر دیا اور اپنی شرمندگی، خجالت اور قومی جرائم کو چھپانے کیلئے حقائق کو مسخ کر کے نئی تاریخ سازی کی ابتداء کی جو آج بھی باقاعدہ منظم منصوبہ بندی کے تحت جاری ہے۔

حال یہ ہے کہ آج ہمارے تعلیمی نصاب میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں اور تعلیمی نصاب کی شکل بگاڑ دی گئی، نتیجتاً ہماری نئی نسل اپنی ہی حقیقی تاریخ سے بے بہرہ ہے، آج ہمارا تعلیمی نظام اِس حد تک منقسم ہے کہ آپ اگر منظور شدہ تاریخ سے روگردانی کے مرتکب ہوئے تو اُس کی سزا امتحان میں صفر مارکس اور نتائج میں ناکامی کے مترادف ہے، المیہ یہ ہے کہ ہم نے سوال کو جرم قرار دے دیا ہے اور یہ فرض کر لیا ہے کے اِس ترکیب کے ذریعے شاید ہم سچ کو دبا پائیں۔

لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کے وہ عمارت جس کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو وہ کب تک قائم رہ سکتی ہے، کیا جھوٹ کبھی بھی سچ کا متبادل ہو سکتا ہے؟! کیا حقیقت ہمیشہ جھوٹ کے پردوں میں دبی رہ سکتی ہے۔؟ ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اگر سچ کبھی افشاء ہوگا تو اُس کا نتیجہ کیا نکلے گا، اور کیا یہ درست نہیں کہ یہ لوگ اِس بات کی پرورش نہیں کر رہے کہ "جھوٹ سچ سے بہتر ہے۔"

آج یہ مخصوص مکتبہ فکر اپنے فائدے کیلئے تاریخ کے ساتھ جو علمی بددیانتی کر رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، مگر تاریخ کو دھوکہ دینا اتنا آسان نہیں ہے، چاہے فاتح ہی تاریخ کیوں نہ لکھے۔ آج تاریخ میں تیمور

فاتحِ اعظم ہو کر بھی کس لقب سے مقبول ہے سب جانتے ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ تاریخ "فاتح" لکھتا ہے۔" مگر وہ اِس حقیقت کو نظرانداز کر دیتے ہیں کہ فاتح، فتح ایک قوم یا ایک علاقے پر پاتا ہے، تاریخ پر نہیں۔

جبکہ سچ اپنا راستہ خود ڈھونڈ لیتا ہے، لیکن جھوٹ کو قائم رکھنے کیلئے مزید جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، بد قسمتی سے پاکستان میں پائے جانے والے کچھ لوگوں نے سچ کو جھوٹ کے کمبل میں لپیٹ رکھا ہے، مگر تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حق و باطل کے معرکے میں بالآخر فتح سچ کا مقدر بنتی ہے، سچ کو شکست دینا، دبا دینا یا روک دینا کسی بھی قوت کیلئے ممکن نہیں ہوتا، سچ دھرتی کا سینہ چیر کر نمودار ہو جاتا ہے اور اپنے ہونے کی خود ہی گواہی بن جاتا ہے۔

قارئین محترم! آج ہم کچھ ایسی تاریخی حقیقتیں آپ کے سامنے لا رہے ہیں جس کے بارے میں اِک مخصوص مکتبہ فکر نے علمی بد دیانتی سے کام لیتے ہوئے حقائق کو بدلنے کی کوشش کی اور اِس کا سہرا اپنے "اکابرین" کے سر باندھنا چاہا، مگر سچ بالآخر سامنے آ ہی گیا اور اپنے ہونے کی خود ہی گواہی بن گیا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی تاریخ ساز قرارداد کے حوالے سے اصل تاریخی حقائق کیا کہتے ہیں۔

7 رستمبر کا دن مسلمانانِ پاکستان کیلئے خصوصی طور پر اور عالمِ اسلام میں بسنے والے مسلمانوں کیلئے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی دن کی حیثیت رکھتا ہے، یہ دن جب ہر سال لوٹ کر آتا ہے تو ہمیں اُس تاریخ ساز فیصلے کی یاد دلاتا ہے جو پاکستان کی قومی اسمبلی نے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کا برملا اور متفقہ اعلان کرتے ہوئے جاری کیا تھا اور اِس عظیم اور تاریخ ساز فیصلے کی رُو سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کو ماننے والی تمام ذرّیت (احمدی اور لاہوری گروپ) کو کافر قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ 7 رستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی کے اِس متفقہ فیصلے کا اصل محرک علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تیار کردہ وہ تاریخی قرارداد تھی، جو آپ نے 30 رجون 1974ء کو قومی اسمبلی میں پیش کی، چونکہ 30 رجون کو قرارداد پیش ہونے سے لے کر 7 رستمبر 1974ء کو قرارداد کی منظوری تک ہونے والے اسمبلی کے "اِن کیمرہ" اجلاس تھے اور اُن کی نشر و اشاعت پر پابندی تھی، اِس وجہ سے عرصہ دراز تک اصل حقیقت پس پردہ رہی اور اِس مخصوص مکتبہ فکر نے اِس صورتحال کا بھرپور فائدہ اٹھا کر حقائق کو مسخ کرنے کی پوری کوشش کی۔

انہوں نے اس حوالے سے کئی کتابیں شائع کیں، جن میں قرارداد کے اصل محرک اور قرارداد پر دستخط کرنے والوں کی ترتیب میں ردّوبدل کر کے تاریخی حقیقت پر نہ صرف پردہ ڈالا، بلکہ اپنے لوگوں کو 'ہیرو' بنا کر بھی پیش کیا گیا، جبکہ اصل حقیقت اِس کے برخلاف تھی۔

چنانچہ ذیل میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے ریکارڈ کی روشنی میں ہم آج اسی حقیقت سے پردہ اٹھا رہے ہیں، مگر اس سے قبل آپ کے سامنے اِس مخصوص مکتبہ فکر کے چند حوالہ جات جو کہ سراسر جھوٹ، فریب اور دروغ گوئی پر مبنی ہیں، کو پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

آئیے پہلا حوالہ دیکھتے ہیں، مولوی اللہ وسایا اپنی کتاب "تحریک ختم نبوت" جلد سوم شائع کردہ عالمی مجلس ختم نبوت حضوری باغ ملتان جون 1995ء کے صفحہ 467 پر "اپوزیشن کی قرارداد" کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

"قومی اسمبلی میں آج صبح قادیانیوں کے مسئلہ سے متعلق حزب اختلاف کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے جو قرارداد پیش کی اور جسے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا، اُس پر اپوزیشن کے 23 حاضر اور سرکاری پارٹی کے 3 ارکان کے دستخط ہیں، اُن کے نام یہ ہیں: مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، چودھری ظہور الٰہی، سردار شیر باز مزاری، مولانا ظفر علی انصاری، مخدوم نور محمد ہاشمی، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، محمود اعظم فاروقی، مسٹر غلام فاروق، عبدالحمید جتوئی، حاجی مولا بخش سومرو، مولانا صدر الشہید، سردار شوکت حیات خان، مولانا نعمت اللہ، عمرا خان، راؤ خورشید علی خان، میر علی احمد تالپور.... ماضی میں حکومت کا ساتھ دینے والے اپوزیشن کے اِن ارکان نے بھی دستخط کئے، مسلم لیگ کے نواب ذاکر قریشی، کرم بخش اعوان، غلام حسن ڈھانڈلہ، جمعیت علماء پاکستان کے غلام حیدر بھروانہ اور صاحبزادہ نذر سلطان۔ اِس جماعت کے غلام ابراہیم برق نے ساتھیوں کے زور دینے کے باوجود قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔"

قارئین محترم! مولوی اللہ وسایا صاحب کا مندرجہ بالا اقتباس آپ کے سامنے ہے، جس میں کئی غلط بیانیاں موجود ہیں۔

اللہ وسایا صاحب نے پہلی غلط بیانی یہ کی ہے کہ قرارداد پر دستخط کرنیوالوں میں مولانا مفتی محمود کا نام

سرفہرست لکھا ہے، جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے بلکہ سرفہرست مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے، اِس حقیقت کا ثبوت ہم آئندہ اوراق میں پیش کر رہے ہیں۔

موصوف نے دوسری غلط بیانی یہ کی کہ قرارداد پر دستخط کرنے والے 23 اپوزیشن اور 3 سرکاری ارکانِ اسمبلی سمیت کل 26 اراکین کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ پاکستان کی قومی اسمبلی کا ریکارڈ (جو کہ آئندہ صفحات پر پیش خدمت ہے) یہ بتاتا ہے کہ قرارداد پر 22 ارکانِ اسمبلی نے دستخط کیے تھے، جناب رئیس عطا محمد خان مری بھی اُن 22 اراکین پارلیمنٹ میں شامل تھے جنھوں نے اوّلاً اِس قرارداد پر دستخط کیے، مگر مولوی اللہ وسایا کی فہرست میں رئیس عطا محمد خان مری کا نام شامل نہیں ہے، جو حیرت کی بات ہے، جبکہ 15 ارکانِ اسمبلی جن کے بارے میں (معتبر روایات موجود ہیں) کہا جاتا ہے کہ اُنہوں نے بھی بعد میں قرارداد پر دستخط کیئے تھے، اِس طرح قرارداد پر دستخط کرنے والوں کی کل تعداد 37 ہو جاتی ہے، 26 نہیں۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ "نواب ذاکر قریشی، کرم بخش اعوان، غلام حسن ڈھانڈلہ، غلام حیدر بھروانہ اور صاحبزادہ نذر سلطان" کا تعلق اُن 15 ارکانِ اسمبلی سے ہے جنھوں نے بعد میں قرارداد پر دستخط کیئے تھے۔

اِس اقتباس میں تیسری اور چوتھی غلط بیانی جو کہ حقیقتاً سراسر جھوٹ، فریب اور مذہبی منافرت پر مبنی ہے، وہ یہ کہ مولوی اللہ وسایا لکھتے ہیں کہ "اِس جماعت (یعنی جمعیت علماء پاکستان) کے غلام ابراہیم برق نے ساتھیوں کے زور دینے کے باوجود قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔"

مولوی اللہ وسایا کی یہ "تحقیق" خود اُن کی اپنی ہی کتاب "پارلیمنٹ میں قادیانی شکست" (جو کہ پہلے تاریخی قومی دستاویز 1974" کے نام سے بھی چھپ چکی ہے) سے ہی غلط ثابت ہو جاتی ہے، جس کے صفحہ 30 پر قرارداد پر دستخط کرنے والوں کی فہرست کی ترتیب نمبر 28 پر مولانا موصوف خود لکھتے ہیں کہ "میاں محمد ابراہیم برق" بعد میں قرارداد پر دستخط کرنے والوں میں شامل تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں محمد ابراہیم برق نے قرارداد پر دستخط کیئے تھے۔ البتہ یہ بات تاریخ کا حصہ ہے کہ مولوی اللہ وسایا کے ہم مسلک اراکین پارلیمنٹ مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے ساتھیوں کے زور دینے کے باوجود اِس قرارداد پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اِس مقام پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مولوی اللہ وسایا صاحب ایک طرف تو میاں محمد ابراہیم برق کی آڑ لے کر جمعیت علماء اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم

کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی قرارداد پر دستخط نہ کرنے والے شرمناک عمل پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں، جنھوں نے محض مسلکی تعصب کی بناء پر اپنے ساتھیوں کے اصرار کے باوجود آخر تک قرارداد پر دستخط نہیں کیے تھے جبکہ دوسری طرف وہ میاں محمد ابراہیم برق کو جمعیت علماء پاکستان کا ممبر اسمبلی قرار دے کر جمعیت علماء پاکستان پر الزام تراشی کے بھی مرتکب ہورہے ہیں۔

مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم کے اِس طرزِ عمل کا اظہار محرک قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک انٹرویو میں افسوس کے ساتھ کرتے ہوئے فرماتے ہیں"ہزاروی اور اُن کے ساتھی مولانا عبدالحکیم نے تو 30 جون والی قرارداد پر دستخط تک نہیں کیے"(1) اور"جمعیت علماء اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم بار بار کہنے کے باوجود یہ سعادت حاصل نہ کرسکے۔"(2)۔

میاں غلام ابراہیم برق اور جمعیت علمائے پاکستان کے حوالے سے مولانا نورانی اُس زمانے کی صورتحال کو یوں بیان کرتے ہیں"جمعیت علماء پاکستان کے 1970ء کے انتخابات میں کل 8 ممبر منتخب ہوئے، مولانا شفیع اوکاڑوی (جو جماعت اسلامی کے رکن محمود اعظم فاروقی کی الیکشن پٹیشن کی وجہ سے اپنی نشست کھو بیٹھے)8ویں رکن تھے، الیکشن پٹیشن کی کامیابی کی وجہ سے 7 ممبران رہ گئے، تین حضرات پیپلز پارٹی میں شامل ہوگئے، باقی چار رہ گئے۔"(3)

یہ درست ہے کہ غلام ابراہیم برق نے جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر الیکشن میں کامیابی حاصل کی تھی، مگر یہ بات بھی تاریخ کے اوراق پر کندہ ہے کہ ممبر اسمبلی بننے کے بعد اُنہوں نے بھی غلام حیدر بھروانہ اور صاحبزادہ نذر سلطان کی طرح اپنی ہمدردیاں حکومتی جماعت سے وابستہ کرلیں، جس کی وجہ سے جمعیت علماء پاکستان نے اُن کی بنیادی رکنیت ہی معطل کردی تھی اور یہ حضرات جمعیت علماءِ پاکستان کے رکن ہی نہ رہے۔لیکن جمعیت علماء پاکستان کا رکن نہ ہونے کے باوجود مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر انہوں نے قرارداد پر اپنے تائیدی دستخط کردیئے تھے، اِس حقیقت سے آگاہ ہونے کے باوجود بھی مولوی اللہ وسایا کا یہ لکھنا کہ"اِس جماعت (جمعیت علماء پاکستان) کے غلام ابراہیم برق نے ساتھیوں کے زور دینے کے باوجود قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔"سراسر جھوٹ پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کے دلی بغض اور مسلکی تعصب کا واضح آئینہ دار ہے۔

جبکہ حقائق اور دیانت داری کا تقاضہ تو یہ تھا کہ وہ اپنے ہم مسلک مولوی غلام غوث ہزاروی اور

معظمہ نہیں جاسکا، لندن سے فارغ ہو کر میں مکہ معظمہ حاضر ہوا، حاضری کا ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ وہاں سے رابطہ عالم اسلامی کی وہ قرارداد حاصل کروں جو انہوں نے قادیانیوں کے بارے میں متفقہ طور پر منظور کی تھی، 26 مئی کو یہ قرارداد لے کر پاکستان پہنچا تو قادیانیوں کا مسئلہ شروع ہو چکا تھا، ہم نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد کی روشنی میں قومی اسمبلی کیلئے اپنی قرارداد مرتب کی، جس میں حزب اختلاف کی تمام جماعتوں کا مشورہ شامل تھا، یہی قرارداد ہم نے 30 جون کو اسمبلی میں پیش کی، جس پر 37 ارکان کے دستخط تھے۔" (4)

مولانا نورانی کا 7 ستمبر 1974ء کو قرارداد کی منظوری کے تقریباً دو ماہ بعد ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور کو دیا گیا انٹرویو واضح کر رہا ہے کہ یہ قرارداد صرف اور صرف مولانا شاہ احمد نورانی کی محنت اور کوشش شاقہ کا نتیجہ تھی، آپ ہی اس قرارداد کے بنانے والے اور اصل محرک ہیں، آپ ہی نے قرارداد کی تیاری کے بعد اُس پر حزب اختلاف کی جماعتوں کے ہم خیال اراکین سے مشورہ کیا، تائیدی دستخط لیے اور 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی اجلاس میں پیش کر دیا۔ لیکن مولوی اللہ وسایا نے علمی بد دیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کریڈٹ مولانا نورانی کو دینا پسند نہیں کیا بلکہ "اپوزیشن کی قرارداد" کا لفظ استعمال کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ قرارداد اپوزیشن کی جانب سے پیش کی گئی تھی۔

اس مقام پر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ "محرک" کے معنی تحریک دینے والے، اُبھارنے والے یا اُکسانے والے کے ہوتے ہیں، یعنی کسی کام کا تحرّک پیدا کرنے یا تحریک دینے والے اور اُس کام کیلئے ابھارنے اور اُکسانے والے کو "محرک" کہتے ہیں، مشاہدہ شاہد ہے کہ کسی کام کیلئے تحرک پیدا کرنے والا، تحریک دینے والا اور ابھارنے یا اُکسانے والا ایک ہی فرد ہوتا ہے، باقی لوگ جو اُس کی حمایت کرتے ہیں، وہ تائید کرنے والے کہلاتے ہیں۔ اس لحاظ سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی قرارداد کے اصل محرک مولانا شاہ احمد نورانی ہیں، قرارداد پر دستخط کر کے مولانا نورانیؒ کے موقف کی حمایت کرنے والے باقی سب اراکین "مؤیدین" یعنی تائید کرنے والے، مددگار و معاون ہیں، اس لیے اصولی طور پر انہیں محرکین قرارداد قرار دینا درست نہیں ہے۔

ہمارے اس مؤقف کی تائید مولانا شاہ احمد نورانی کے روزنامہ "نوائے وقت" کو دیئے گئے اُس انٹرویو سے بھی ہو جاتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

"1974ء کے بجٹ اجلاس کے فوراً بعد میں نے قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کیلئے قرارداد پیش کی، اسمبلی کے اندر جو دیگر علماء کرام موجود تھے، یعنی مفتی محمود، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب، مولانا سید محمد علی رضوی صاحب، مولانا عبدالحق اور پروفیسر عبدالغفور احمد صاحب وغیرہم اس کے "موئیدین" میں تھے، لیکن دو دیوبندی مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم اس قرار داد میں شریک نہیں ہوئے اور اپنے آپ کو اس سے الگ رکھا۔" (5)

اب رہا سوال یہ کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی قرارداد حزب اختلاف کی قرارداد کیسے بنی؟ تو اِس کا جواب بھی ہفت روزہ "احوال" کراچی کو دیئے گئے مولانا کے انٹرویو سے مل جاتا ہے جس میں آپ بتاتے ہیں کہ

"میں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز پیش کی، اس پر دو ماہ بحث ہوئی، حزب اختلاف نے اُسے متفقہ قرارداد بنادیا۔ ہم نے یہ کام بھی کروالیا اگرچہ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔" (6)

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اِس مخصوص مکتبہ فکر کے تمام نام نہاد محقق اور اہل قلم اِس اہم اور بنیادی نکتہ کو دانستاً گول کر جاتے ہیں کہ قرارداد کا اصل محرک کون ہے، آپ کو اس موضوع پر شائع شدہ کسی بھی کتاب میں اِس سوال کا جواب نہیں ملے گا، نہ ہی یہ لوگ قرارداد پر دستخط کرنے والوں کے ناموں کی درست ترتیب سامنے لاتے ہیں۔ آپ کو تحریک ختم نبوت، جلد سوم" صفحہ 467 سے لے کر "پارلیمنٹ میں قادیانی شکست" صفحہ 30"، "قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف" مرتبہ مفتی محمد تقی عثمانی و مولانا سمیع الحق، ادارۃ المعارف کراچی، صفحہ 29، "تاریخی دستاویز" مرتبہ مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی کے صفحہ 538 اور "پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ" از عبدالرحمٰن یعقوب باوا صفحہ 25 تک ایک ہی ترتیب ملے گی۔

سب نے اصل فہرست میں من مانی تحریف کے ذریعے تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے اور سب نے مولانا مفتی محمود کا نام سرفہرست (پہلے نمبر پر) اور مولانا شاہ احمد نورانی کا نام تیسرے نمبر پر لکھا ہے۔ جبکہ قومی اسمبلی ریکارڈ کے مطابق مولانا شاہ احمد نورانی کا نام سرفہرست (پہلے نمبر پر) اور مولانا مفتی محمود کا نام دوسرے نمبر پر ہے۔ مزید برآں، سب کے سب 22 ارکان کو قرارداد کا محرک قرار دیتے ہیں اور مولانا شاہ احمد نورانی جو کہ قرارداد کو تیار کرنے والے، پیش کرنے والے اور اصل محرک ہیں اُن کو اس اعزاز سے محروم کرنے کی شعوری کوشش میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔

قومی اسمبلی کے ریکارڈ کے مطابق 30 جون 1974ء بروز اتوار، اسٹیٹ بینک بلڈنگ اسلام آباد میں قومی اسمبلی کا اجلاس وقفے کے بعد اسپیکر صاجزادہ فاروق علی خان کی زیر صدارت شروع ہوتا ہے، جس میں اسپیکر قومی اسمبلی مولانا نورانی کو قرارداد پیش کرنے کیلئے کہتے ہیں اور مولانا شاہ احمد نورانی" اسپیکر کی اجازت سے درج ذیل قرارداد اسمبلی میں پیش کرتے ہیں۔

☆ ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمدؐ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اُس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اُس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

☆ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اُس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

☆ نیز ہرگاہ کہ پوری اُمت مسلمہ کا اِس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اُسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں۔ دائرہٴ اسلام سے خارج ہیں۔

☆ نیز ہرگاہ کہ اُس کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

☆ نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو کہ مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطۃ العالم الاسلامی کے زیر انتظام 6، اور 10، اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ایک سو چالیس (140) مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اب اِس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اِس اعلان کو مؤثر بنانے کیلئے اور اسلامی جمہوریہ

پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کیلئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔"

مولانا شاہ احمد نورانی کی پیش کردہ اس تاریخی قرارداد کو متفقہ طور پر قومی اسمبلی پاکستان میں منظور کرلیا جاتا ہے اور قومی اسمبلی کے ریکارڈ کے مطابق اس قرارداد پر 22 اسمبلی ممبران کے دستخط مندرجہ ذیل ترتیب سے ہیں۔

1۔مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

2۔مولوی مفتی محمود

3۔مولانا عبد المصطفیٰ الازہری

4۔پروفیسر غفور احمد

5۔مولانا سید محمد علی رضوی

6۔مولانا عبد الحق اکوڑہ خٹک

7۔چوہدری ظہور الہی

8۔سردار شیر باز خان مزاری

9۔مولانا ظفر احمد انصاری

10۔مولانا صدر الشہید

11۔صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری

12۔جناب محمود اعظم فاروقی

13۔مولانا نعمت اللہ صاحب

14۔جناب عمرا خان

15۔جناب غلام فاروق

16۔سردار مولا بخش سومرو

17۔جناب رئیس عطا محمد مری

18۔مخدوم نور محمد ہاشمی

RESOLUTION RE : THE STATUS OF QADIANIS

Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi : Sir, we beg to move the following :—

"Whereas it is a fully established fact that Mirza Ghulam Ahmad of Qadian claimed to be a prophet after the last prophet Muhammad (peace be upon him)

And whereas his false declaration to be a prophet, his attempts to falsify numerous Quranic texts and to abolish Jihad were treacherous to the main issues of Islam ;

And whereas he was a creation of imperialism for the sole purpose of destroying Muslim solidarity and falsifying Islam ;

And whereas there is a consensus of the entire Muslim Ummah that Mirza Ghulam Ahmed's follower, whether they believe in the prophethood of the said Mirza Ghulam Ahmad or consider him as their reformer or religious leader in any form whatever, are outside the pale of Islam ;

And whereas his followers, by whatever name they are called, are indulging in subversive activities internally and externally by mixing with Muslims and pretending to be a sect of Islam

And whereas in a Conference of the World Muslim Organisation held in the holy city of Mecca-Al-Mukurram between the 6th and 10th April, 1974, under the auspices of Al-Rabita Al-Alam-e-Al-Islami, wherein delegations from one hundred and forty Muslim organisations and institutions from all parts of the world participated, it has been unanimously held that Qadianism is a subversive movement against Islam and Muslim World, which falsely and deceitfully claims to be an Islamic sect ;

Now this Assembly do proceed to declare that the followers of Mirza Ghulam Ahmad, by whatever name they are called, are not Muslims and that an official Bill be moved in the National Assembly to make adequate and necessary amendments in the Constitution to give effect to such declaration and to provide for the safeguard of their legitimate rights and interests as a non-Muslim minority of the Islamic Republic of Pakistan.

The motion may be referred to the Committee.

Movers :

1. Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi.
2. Maulvi Mufti Mahmood.
3. Maulana Abdul Mustafa Al-Azhari.
4. Prof. Ghafoor Ahmad.
5. Maulana Syed Muhammad Ali Rizvi,

6. Maulana Abdul Haq (Akora Khattak).
7. Ch. Zahur Ilahi.
8. Sardar Sher Baz Khan Mazari.
9. Maulana Zafar Ahmad Ansari.
10. Maulana Sadaru-us-Shaheed.
11. Sahibzada Ahmad Raza Khan Qasuri
12. Mr. Mahmood Azam Farooqi.
13. Maulana Naimatullah Sahib.
14. Mr. Umra Khan.
15. Mr. Ghulam Faruqe.
16. Sardar Maula Bux Soomro.
17. Mr. Rais Atta Muhammad.
18. Makhdoom Noor Muhammad Hashmi.
19. Sirdar Shaukat Hyat Khan.
20. Mir Ali Ahmad Talpur.
21. Mr. A. Hamid Jatoi, and
22. Rao Khurshid Ali Khan.

یہ ریزولوشن پیش کیا گیا ہے اور آپ کی خدمت میں میں یہ عرض کروں گا کہ - -

Mr. Abdul Hafiz Pirzada : It should be put straightaway. I think, we are referring it to the Committee.

Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi : Alright.

اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی وضاحت کرنا ہے کہ اس کو move کیا گیا ہے۔

Mr. Speaker : The motion moved is :

"that the following resolution be referred to the Committee :

"Whereas it is a fully established fact that Mirza Ghulam Ahmad of Qadian claimed to be a prophet after the last prophet Muhammad (peace be upon him)

And whereas his false declaration to be a prophet, his attempts to falsify numerous Quranic texts and to abolish Jihad were treacherous to the main issues of Islam ;

And whereas he was a creation of imperialism for the sole purpose of destroying Muslim solidarity and falsifying Islam ;

And whereas there is a consensus of the entire Muslim Ummah that Mirza Ghulam Ahmed's followers, whether they believe in the

[Mr. Speaker]

prophethood of the said Mirza Ghulam Ahmad or consider him as their reformer or religious leader in any form whatever, are outside the pale of Islam ;

And whereas his followers, by whatever name they are called, are indulging in subversive activities internally and externally by mixing with Muslims and pretending to be a sect of Islam ;

And whereas in a Conference of the World Muslim Organisation held in the holy city of Mecca-Al-Mukurram between the 6th and 10th April, 1974, under the auspices of Al-Rabita Al-Alam-e-Al-Islami, wherein delegations from one hundred and forty Muslim organisations and institutions from all parts of the world participated, it has been unanimously held that Qadianism is a subversive movement against Islam and Muslim World, which falsely and deceitfully claims to be an Islamic sect ;

Now this Assembly do proceed to declare that the followers of Mirza Ghulam Ahmad, by whatever name they are called, are not Muslims and that an official Bill be moved in the National Assembly to make adequate and necessary amendments in the Constitutions to give effect to such declaration and to provide for the safeguard of their legitimate rights and interests as a non-Muslim minority of the Islamic Republic of Pakistan."

The Motion may be referred to the Committee.

Movers :

1. Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqui.
2. Maulvi Mufti Mahmood.
3. Maulana Abdul Mustafa Al-Azhari.
4. Prof. Ghafoor Ahmad.
5. Maulana Syed Muhammad Ali Rizvi.
6. Maulana Abdul Haq (Akora Khattak).
7. Ch. Zahur Ilahi.
8. Sardar Sher Baz Khan Mazari.
9. Maulana Zafar Ahmad Ansari.
10. Maulana Sadaru-us-Shaheed.
11. Sahibzada Ahmad Raza Khan Qasuri.
12. Mr. Mahmood Azam Farooqi.
13. Maulana Naimatullah Sahib.
14. Mr. Umra Khan.
15. Mr. Ghulam Faruqe.
16. Sardar Maula Bux Soomro.
17. Mr. Rais Atta Muhammad.

18. Makhdoom Noor Muhammad Hashmi,
19. Sirdar Shaukat Hyat Khan.
20. Mir Ali Ahmad Talpur.
21. Mr. A. Hamid Jatoi, and
22. Rao Khurshid Ali Khan.

Now, the question is :

"that the motion be adopted."

The Motion was passed unanimously.

Mr. Speaker : The motion is passed unanimously and is referred to the Committee.

Now, we have no other business and tell me when we are meeting, this evening or tomorrow evening ?

Prof. Ghafoor Ahmad : We sit to-day, it will be better.

Mr. Abdul Hafeez Pirzada : It is not possible.

Mr. Speaker : It will take time.

Mr. Abdul Hafeez Pirzada : It will take time because what we will do ? Somebody has to prepare the draft rules and give to you.

Mr. Speaker : Some of the honourable Members can meet. It will take time.

Mr. Abdul Hafeez Pirzada : Tomorrow evening.

Mr. Speaker : So, the Committee's proceedings are adjourned till tomorrow evening at 5-30 p. m., while the National Assembly will meet on the 15th July, 1974. Thank you very much.

The Assembly adjourned to meet on Monday, the 15th July, 1974.

قومی اسمبلی کے اس عکسی ریکارڈ سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ "محققین" کس طرح اصل حقائق مسخ کر کے اپنے مکتبہ فکر کے افراد کو اس قرارداد کا سرخیل بنا کر پیش کرتے ہیں۔ ہمارے اس دعویٰ کی تائید مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی کی مرتب کردہ کتاب "تاریخی دستاویز" کے اس اقتباس سے بھی ہوتی ہے، جس میں بڑی مہارت سے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی لکھتے ہیں:

"اللہ رب العزت کا فضل واحسان کے بموجب 1970ء میں جمعیت علمائے اسلام کی مثالی

نبوت 1974ء کی عظیم الشان کامیابی کا تمام تر کریڈٹ اور سہرا مولانا یوسف بنوری، مفتی محمود اور مولانا شاہ احمد نورانی کی مرتب کردہ قرارداد پر دستخط نہ کرنے والے مولوی عبدالحکیم اور مولانا غلام غوث ہزاروی کے سر باندھنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ مولانا غلام غوث ہزاروی خود 7 ستمبر 1974ء کی قرارداد کی منظوری کے فیصلے کا کریڈٹ بھٹو حکومت کو دیتے ہوئے قومی اسمبلی میں کہتے ہیں۔

''مرزائیت کے بارے میں پہلی حکومتوں میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کیا تھا۔ یہ حکومت اور ایوان قابل مبارک باد ہے کہ اس نے لاہوری اور قادیانیوں دونوں کو غیر مسلم شہری قرار دے دیا ہے۔''(12) (عکسی حوالہ لف ہے)

THE CONSTITUTION (SECOND AMENDMENT) BILL, 1974 565

مولانا غلام غوث : جناب والا ! مرزائیت کے بارے میں پہلی حکومتوں میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کیا تھا ۔ یہ حکومت اور ایوان قابل مبارک باد ہے کہ اس نے لاہوری اور قادیانیوں دونوں کو غیر مسلم شہری قرار دے دیا ہے ۔

کتنی تعجب خیز بات ہے کہ پچھلی حکومتوں کو موردِ الزام ٹھہرانے والے مولانا غلام غوث ہزاروی خود اِن حکومتوں میں ممبر اسمبلی رہے ہیں، اگر پچھلی حکومتوں نے فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کی کوئی کوشش نہیں کی تو اُس اسمبلی میں موجود اِن علماء کا فرض منصبی بنتا تھا کہ وہ اپنا کردار ادا کرتے، مگر افسوس ایسا نہیں ہوا اور اِس کوتاہی میں یہ ''مبارک باد دینے والے'' بھی برابر کے شریک رہے۔

اپنے اکابرین کو تحریک کا سرخیل ثابت کرنے کی کوشش میں یہ نام نہاد محققین بڑی دور کی کوڑیاں لاتے ہیں، اخبارات کے صفحات سیاہ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ''تحریک ختم نبوت 1974ء کی کامیابی ان متذکرہ افراد کی کوششوں اور کاوشوں کی مرہون منت ہے'' جبکہ اصل حقیقت اِس کے برعکس ہے۔

محرک قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی اِن ابن الوقت لوگوں کی فطرت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دراصل یہ خوشامدیوں کا ٹولہ ہے جو اپنے مادی مفادات کی خاطر ہر دور میں چڑھتے سورج کی پوجا کرتا ہے، اِن کی ساری سوچ اِس لیے وقف ہوتی ہے کہ کب اور کس طرح انہیں کوئی موقع ملے اور یہ

دم ہلاتے ہوئے اور زبان چاٹتے ہوئے خوشامد کیلئے پہنچ جائیں تاکہ سرکاری نظر کرم ہوجائے۔ایسے لوگوں کو نہ اپنی عزت کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ ہی اپنے دین وایمان کی۔ایسے لوگوں کو تو سمجھانے کی کوشش کرنا عبث ہے۔

البتہ عوام کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرنے کیلئے عرض ہے کہ بھٹو صاحب کے سر کوئی سہرا جاتا ہے تو وہ یہ کہ اُن کی حکومت کے کارندوں نے تحریک کے دوران 50 کے قریب مسلمانوں کو شہید کر دیا، نائبین رسول یعنی علماء کرام کو منبر رسول سے اتار کر جیلوں میں بھر دیا، ہزاروں مجاہدین ختم نبوت کو جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا، لاکھوں جھوٹے مقدمات قائم کیے، دفعہ 144 کے ذریعے گلی، کوچوں، شاہراہوں حتیٰ کہ مساجد میں ذکر رسول پر پابندی لگائی، مستقبل میں قوم کے معمار یعنی طلباء پر ہر طرح کا ظلم وتشدد روا رکھا اور ان تمام ہتھکنڈوں کو استعمال کرنے کے بعد جب دیکھا کہ مسلمانوں کے قلوب میں عشق مصطفی ﷺ کی جو شمع ہے اُسے بجھایا نہیں جاسکتا تو پھر مسلمانوں کے سرفروشانہ جذبے کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے۔

ظاہر ہے یہ تمام سختیاں اس لیے کی گئیں کہ مسلمان عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک سے دست بردار ہو جائیں، لیکن خوشامدی ٹولہ یہی کہتا پھرتا ہے کہ "تاریخ میں حکومت کا نام سنہری لفظوں سے لکھا جائے گا" ہمارے نزدیک تو کامیابی اس میں ہے کہ ہمارا نام غلامان مصطفیا کی فہرست میں لکھا جائے...... اگر بھٹو صاحب قادیانی مسئلے کو حل کرنا ہی چاہتے تھے تو انہوں نے اس قدر مظالم کو کیوں روا رکھا، بہر حال تحریک کے شب و روز بتاتے ہیں کہ حکومت نے یہ مسئلہ بخوشی حل نہیں کیا بلکہ اس سے منوایا گیا ہے۔"(13)

دسمبر 1974ء میں ماہنامہ ضیائے حرم کو انٹرویو دیتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی مزید فرماتے ہیں کہ

"رہا کریڈٹ کا معاملہ تو وہ سراسر عوام کو جاتا ہے اور بالخصوص علماء اور طلباء کو، جنھوں نے تند و تیز ہوا میں بھی ختم نبوت کا دیا بجھنے نہیں دیا۔ جو لوگ اب قادیانی فیصلے کا کریڈٹ بھٹو صاحب کو دے رہے ہیں وہ پاکستان بنانے کا کریڈٹ غالباً ماؤنٹ بیٹن کو دیتے ہونگے، کیونکہ ماؤنٹ بیٹن بھی کہا کرتا تھا کہ "پاکستان میرے دستخطوں سے وجود میں آیا ہے۔"

قرارداد پر دستخط تک نہ کرنے والے مولوی غلام غوث ہزاروی مسلکی تعصب کی بنا پر جس حکومت کو اس کی تاریخی کامیابی کا کریڈٹ دے رہے ہیں آئیے دیکھیں تحریک ختم نبوت کے دوران اُس حکومت کا کردار کیا رہا۔؟

"(حکومت نے) قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کرنے والوں پر گولیاں چلائیں، ہزاروں علماء کرام کو جیلوں میں بند کیا، قومی اسمبلی کے اندر آنسو گیس کے شیل پھینکے، اخبارات میں ختم نبوت کا لفظ لکھنے پر پابندی لگائی، ہر شہر میں دفعہ 144 نافذ کی تاکہ عوام ختم نبوت سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار نہ کرسکیں، مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی لگادی تاکہ وہاں بھی کوئی جلسہ وغیرہ نہ ہوسکے (یہاں تک کہ) تحریک ختم نبوت کی حمایت کرنے والے اخبارات کے ڈیکلریشن تک منسوخ کردیئے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ اگر قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا کریڈٹ حکومت کو جاتا ہے تو ان مظالم کا کریڈٹ کس کو جاتا ہے؟

اصل میں اس قسم کی باتیں اب خوشامدیوں کی طرف سے کہی جارہی ہیں، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ اس پوری تحریک میں پیپلز پارٹی نے من حیث الجماعت کوئی حصہ نہیں لیا حتیٰ کہ (جن) صوبوں میں اُن کی اکثریت ہے، وہاں بھی اسمبلیوں میں وہ کوئی قرارداد پاس نہیں کراسکے۔" (14)

اِس مقام پر جناب ظہور الحسن بھوپالی شہید کے اس خوبصورت تبصرہ سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا:

"اب بھی اگر کوئی سرکاری درباری یہ کہتا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا سہرا ذوالفقار علی بھٹو کے سر جاتا ہے اور جو دوسرے لوگ اِس جدوجہد کا سہرا (اپنے سر) لینا چاہتے ہیں تو اُن کی مثال ایک ایسے قاضی کی ہے جو کسی جگہ خوبصورت لڑکا پیدا ہونے پر پہنچ جائے کہ نکاح میں نے پڑھایا، سہرا میرے سر جاتا ہے تو پھر ہم ایسے شخص کی عقل، ضمیر اور علم کا ماتم کرنے کے سوا اور کیا کرسکتے ہیں۔" (15)

قارئین محترم! اِس میں کوئی شک نہیں مولانا یوسف بنوری، مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالحق وغیرہ اور دیگر مکتبہ فکر کے اکابرین بھی تحریک ختم نبوت 1974ء میں شامل تھے اور انہوں نے باہم متحد ہو کر اِس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ اِس حوالے سے مولانا شاہ احمد نورانی فرماتے ہیں:

"الحمدللہ! پاکستان میں یہ معجزہ خاتم الانبیاء اور ہم عاجز و ناکارہ غلامان مصطفیٰ کی مساعی اور پوری ملت

اِسلامیہ پاکستان کی تائید وحمایت اور پارلیمنٹ کے اندر اور باہر تمام مکاتب فکر کے علماء کی بھرپور جدوجہد کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا، اور 7 ستمبر 1974ء کو کافر و مرتد قرار دینے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ اس مہم میں علماء اراکین کے علاوہ بعض دیگر اراکین مثلاً موجودہ معطّل اسمبلی کے اسپیکر جناب الٰہی بخش سومرو کے والد حاجی مولا بخش سومرو کا کردار بڑا موثر اور مجاہدانہ تھا۔"(16)

مولانا نورانی مزید فرماتے ہیں کہ "ہم نے علماء دیوبند سے درخواست کی کہ وہ قادیانیوں کے مسئلے پر ہمارا ساتھ دیں"، چنانچہ آپ کی کوششوں سے:

"9 جون 1974ء کو اٹھارہ مذہبی جماعتوں کا ایک مشترکہ کنونشن مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں تمام مکاتیب فکر کے علماء کرام نے شرکت کی اور قادیانیوں کے خلاف تحریک کو منظم و فعال بنانے کیلئے "آل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کے نام سے ایک پلیٹ فارم تشکیل دے کر آئندہ کیلئے مشترکہ لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔"(17)

روزنامہ جنگ کے نمائندے سہیل وڑائچ کو انٹرویو دیتے ہوئے مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"1974ء میں ہم نے ایک میٹنگ بلائی، شیرانوالہ گیٹ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، اُس میں مولانا یوسف بنوری صدر تھے اور علامہ سید محمود احمد رضوی جنرل سیکرٹری تھے۔ دونوں نے مشترکہ طور پر (عوامی) تحریک چلائی جبکہ قومی اسمبلی میں ہم جنگ لڑتے رہے۔"(18)

مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ مزید بتاتے ہیں کہ:

"ہم نے تحریک کو دو محاذوں پر منظم کیا۔ ایک پارلیمنٹ کے اندر اور دوسرا پارلیمنٹ سے باہر۔ بیرونی محاذ پر کام کرنے کیلئے تمام مکاتب فکر کے اتفاق رائے اور اجماع سے "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل" دی گئی۔ جس نے ملک بھر میں مسلمانوں کو ایسا منظم کیا اور ایسی فضا پیدا ہوئی کہ حکومت کیلئے اِس مسئلے کو نظرانداز کرنا ممکن نہ رہا۔"(19)

امر واقعہ یہ ہے کہ تحریک ختم نبوت 1974ء کے دوران مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کو ایک پلیٹ فارم "آل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" پر متحد کیا، اور

تحریک شروع ہوتے ہی آپ نے پنجاب کا دورہ شروع کر دیا، اِن دوروں کے دوران آپ نے کم وبیش چالیس ہزار میل کا سفر طے کیا، آپ نے کم وبیش ڈیڑھ سو سے زائد شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عظیم الشان عوامی جلسوں اور تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کو قادیانیوں کی فتنہ پردازیوں اور شر انگیزیوں سے آگاہ کر کے انہیں ناموسِ مصطفیا کے تحفظ کیلئے کمر بستہ کیا۔

اُس دور کے اخبارات و جرائد شاہد ہیں کہ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کیلئے کس قدر مصروف رہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں قرار داد پیش کرنے سے 7 ستمبر 1974ء کو قرار داد کی منظوری تک قومی اسمبلی کے اجلاسوں میں باقاعدگی سے شرکت کی، اِس کے علاوہ عوامی سطح پر تحریک کو منظم وفعال بنانے کیلئے مجلس عمل کے پروگراموں میں شرکت کے ساتھ ساتھ آپ نے ملک بھر کے مختلف علاقوں کے مسلسل طوفانی دورے بھی کیے اور نہایت جانفشانی سے کام کیا۔

اسمبلی کے اجلاسوں میں آپ قادیانیوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کرتے، اراکین اسمبلی کو اعتماد میں لیتے اور حکومتی اراکین کو اسلام میں مسئلہ ختم نبوت کی شرعی اہمیت و حیثیت سے روشناس کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں، ریشہ دوانیوں اور سامراجی عزائم سے بھی آگاہ کرتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ

”دوسرا کام ہم نے یہ کیا کہ قادیانیت سے متعلقہ جس قدر لٹریچر بھی دستیاب ہو سکا، وہ ہم نے اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کیا، اِس کے علاوہ ہم نے ممبروں سے ذاتی رابطے بھی کیے اور ختم نبوت کے مسئلے پر انہیں آگاہ کیا۔اسمبلی میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو اُمت کے اِس متفقہ مسئلے کے بارے میں مداہنت سے کام لیتے ہوں، لیکن جن لوگوں کے بارے میں ہمیں یقین تھا کہ وہ قادیانی لابی سے متاثر ہیں یا ربوہ کے زیر اثر ہیں، اُن سے ہم نے رابطہ قائم نہیں کیا، کوشش یہی کی کہ جن کا تعلق مرزائیت سے نہیں ہے اُن کو ختم نبوت کی اہمیت سمجھا دی جائے۔قادیانی بھی اِس دوران اپنا کام کرتے رہے اور مسلمان ممبروں کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہے۔ چنانچہ ایک رکن اسمبلی نے مجھ سے کہا کہ مرزا ناصر کہتا ہے کہ جب کوئی مسلمان فنافی الرسول کے جذبے سے سرشار ہو کر مقام صدیقیت پر فائز ہو جاتا ہے تو اُس کیلئے نبوت

کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔میں نے یہ بات سن کر اس ممبر سے کہا کہ مرزا ناصر کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ جب کوئی مسلمان مسلسل عبادت سے فنافی اللہ کا درجہ حاصل کرلے تو اُس کیلئے الوہیت کی کھڑکی کھل جاتی ہے، یہ جواب اُس کی سمجھ میں آگیا۔"(20)

حاجی حنیف طیب اور احمد میاں برکاتی کو انٹرویو دیتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اوّل تو پنجاب کے غیور مسلمانوں کا دباؤ اتنا تھا کہ جس کے آگے سرِتسلیم خم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا، دوسرا یہ کہ اِن اراکین اسمبلی کے حلقہ انتخاب کے لوگوں کا بھی خاصا دباؤ تھا اور سب سے بڑھ کہ یہ کہ اسمبلی میں علماء موجود تھے جو ان اراکین اسمبلی کو مسئلہ ختم نبوت کی شرعی اہمیت سے آگاہ کرتے رہتے تھے اور مرزا ناصر کی طرف سے شبہات پیدا کرنے کی کوششوں پر پانی پھیر دیتے تھے........ خود پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی کو پہلی مرتبہ کھل کر اعتراف کرنا پڑا کہ اگر اسمبلی میں علماء حق موجود نہ ہوتے تو یہ مسئلہ حل کرنے میں بڑی دشواری پیش آتی۔"(21)

قومی اسمبلی میں جن سیاسی جماعتوں نے مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی میں اس تحریک میں حصہ لیا، ان میں نیشنل عوامی پارٹی، مسلم لیگ، جمعیت علماء اسلام، (مفتی محمود گروپ) خاکسار پارٹی اور جماعت اسلامی شامل تھیں، ان مختلف الخیال جماعتوں کو ایک مرکز پر متحد کرنا مولانا شاہ احمد نورانی" کا ہی کارنامہ تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کے رکن ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے نبھائی اور قومی اسمبلی میں بحث کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا محمد علی رضوی اور دیگر ارکان جمعیت نے بھی بھرپور حصہ لیا۔

آج کم وبیش 38 سال بعد سامنے آنے والا قومی اسمبلی کا خفیہ ریکارڈ (جسے آفیشل سیکرٹ ایکٹ کے تحت 30 سال تک خفیہ رکھا جاسکتا ہے، چنانچہ 38 سال بعد سابقہ اسپیکر قومی اسمبلی ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے اسمبلی کی اس خفیہ کارروائی کو اوپن کرنے منظوری دے دی)۔"(22) اب قومی اسمبلی کی ویب سائٹ پر بھی دستیاب ہے۔

حال ہی میں قومی اسمبلی کی اس اِن کیمرہ اجلاس کی کارروائی کو مولوی اللہ وسایا نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے زیر انتظام "قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ" کے نام سے پانچ

جلدوں میں شائع کیا ہے، مگر ان پانچ جلدوں میں 30 جون 1974ء کے اُس اہم اجلاس، جس میں مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی، جو اِس تمام کارروائی کی بنیادی اساس ہے اور جس کی بنیاد پر یہ خفیہ اجلاسات منعقد ہوئے، سے جان بوجھ کر اِس لیے صرف نظر کیا ہے کہ اُس کے شائع کر دینے سے اِس تحریک کے اصل محرک کا نام سامنے آجاتا تھا۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ 30 جون 1974ء کے اُس اہم اجلاس کی کارروائی کے بغیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پانچ جلدوں میں قادیانی مسئلہ سے متعلق 1974ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی کو شائع کرنا بالکل ایسا ہی جیسے بغیر بنیاد کے عمارت کی تعمیر۔ جب تک اصل بنیاد و اساس اور محرک سامنے نہ ہو اُس وقت تک اِس تمام کارروائی کا مقصد و مدعا واضح نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی اہمیت و حیثیت متعین ہوتی ہے۔

قارئین محترم! یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ قومی اسمبلی کا ریکارڈ اِس بات کا گواہ ہے کہ مولانا نورانیؒ قومی اسمبلی میں چیئرمین کی توجہ گواہ (مرزا ناصر) کی دروغ گوئی، تضاد بیانی اور غیر ضروری حوالہ جات و جوابات میں قیمتی وقت کے ضیاع کی طرف مسلسل دلاتے رہے۔ ساتھ ہی آپ مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کی ذریت کے کفر وارتداد کو قوم کے سامنے لانے کیلئے اٹارنی جنرل کی بھی بھرپور مدد بھی کرتے رہے۔

"آپ نے قومی اسمبلی میں قادیانیت کو اپنی اصل شکل وصورت اور سامراجی خدوخال کے ساتھ نمایاں کرنے کیلئے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کو قادیانیوں کے عقائد، ملک دشمن سرگرمیوں اور یہودیوں سے اُن کے تعلقات کے بارے میں اہم ثبوت، نکات اور سوالات کی تیاری میں مدد دی اور آپ نے مرزا ناصر قادیانی اور صدرالدین لاہوری کے محضر نامے کے جواب میں علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر کے ساتھ مل کر 75 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ بھی مرتب کیا۔" (23)

اِن حقائق کی روشنی میں اِس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تحریک ختم نبوت 1974ء کو اُس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں اصل کردار علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ادا کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جس فہم و فراست اور حسنِ تدبر سے اِس تحریک کو پارلیمنٹ کے اندر اور باہر عوامی سطح پر منظم کیا اور پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی سمیت تمام اراکین قومی اسمبلی اور ملک کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی قرارداد کے حق میں قائل کیا، وہ صرف اور صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کا

لایا جائے اور نئی نسل کے اذہان میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو دور کر کے انہیں بتایا جائے کہ سچ وہ نہیں جو بیان کیا گیا بلکہ وہ ہے جو چھپایا جا رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(1) ماہنامہ ضیائے حرم، ختم نبوت نمبر دسمبر 1974ء

(2) انٹرویو ملک محبوب الرسول قادری 6 اگست 1999ء بحوالہ کتاب افکار نورانی، صاحبزادہ فیض الرسول، ص 50

(3) ہفت روزہ احوال کراچی، اکتوبر 1990ء انٹرویو خواجہ ثاقب نثار

(4) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، ختم نبوت نمبر، دسمبر 1974ء

(5) روزنامہ نوائے وقت 29 مئی 2000ء انٹرویو، پروفیسر مفتی منیب الرحمن

(6) ہفت روزہ احوال کراچی اکتوبر 1990ء انٹرویو، خواجہ ثاقب نثار

(7) The National Assembly Of Pakistan Debates(Third Session of 1974)Vol.IV Contains Nos.14 to 26 Sunday The 30th June 1974

(8) تاریخی دستاویز، مرتبہ مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی، ص 501، ادارۂ تالیفات اشرفیہ فوارہ چوک ملتان

(9) "مولانا مفتی محمود کا 1974ء کی تحریک میں قائدانہ کردار" از، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ص 36 اور 37، ماہنامہ لولاک ملتان، ستمبر 2013ء

(10) مولانا مفتی محمود کا 1974ء کی تحریک میں قائدانہ کردار" از، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ص 36 اور 37، ماہنامہ لولاک ملتان، ستمبر 2013ء

(11) مولانا مفتی محمود کا 1974ء کی تحریک میں قائدانہ کردار" از، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ص 36 اور 37، ماہنامہ لولاک ملتان، ستمبر 2013ء

(12) The National Assembly Of Pakistan Debates

Saturday.7th September,1974 (Third Session of 1974)Vol.V

Contains Nos.27 to39

(13) ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی، نومبر 1974ء، انٹرویو نگار، حاجی حنیف طیب، احمد میاں برکاتی

(14) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، ختم نبوت نمبر، دسمبر 1974ء

(15) تحریک تحفظ ختم نبوت اور علامہ شاہ احمد نورانی، ظہور الحسن بھوپالی، ماہنامہ ''افق'' کراچی ستمبر 2013ء

بحوالہ ماہنامہ ''لانبی بعدی'' لاہور، ختم نبوت نمبر 2002ء

(16) روزنامہ نوائے وقت 29 مئی 2000ء انٹرویو، پروفیسر مفتی منیب الرحمن

(17) روزنامہ نوائے وقت، 10 جون 1974ء

(18) روزنامہ جنگ کراچی اکتوبر 1992ء

(19) انٹرویو مولانا شاہ احمد نورانی، 1999ء ملک محبوب الرسول قادری، ماہنامہ النعیم ستمبر 2003ء

(20) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، ختم نبوت نمبر، دسمبر 1974ء

(21) ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی، نومبر 1974ء انٹرویو، حاجی حنیف طیب، احمد میاں برکاتی

(22) روزنامہ جنگ 20 جنوری 2012ء

(23) تحریک تحفظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبر تا علامہ شاہ احمد نورانی ص 597، از محمد احمد ترازی

(24) روزنامہ نوائے وقت 29 مئی 2000ء انٹرویو، پروفیسر مفتی منیب الرحمن

(25) ماہنامہ کاروان قمر کراچی امام نورانی نمبر نومبر دسمبر 2004ء ص 20

ورفعنا لک ذکرک

آبروئے ملک وملت شاہ نورانی میاں

از: حافظ عبدالغفار حافظؔ

رہبرِ راہِ شریعت شاہ نورانی میاں
محرمِ رازِ طریقت شاہ نورانی میاں

مردِ میدانِ سیاست شاہ نورانی میاں
فردِ ایوانِ قیادت شاہ نورانی میاں

ہے رگِ جاں میں رواں صدیقِ اکبر کا لہو
گوہرِ کانِ صداقت شاہ نورانی میاں

حافظ و قاریٔ قرآں ، عالمِ علمِ حدیث
حاملِ جملہ فضیلت شاہ نورانی میاں

جھول کردار وعمل میں اور نہ باتوں میں کجی
صاف باطن، پاک طینت شاہ نورانی میاں

کاروانِ اہلِ سنت میں امیروں کے امیر
قائدِ اعیانِ ملت شاہ نورانی میاں

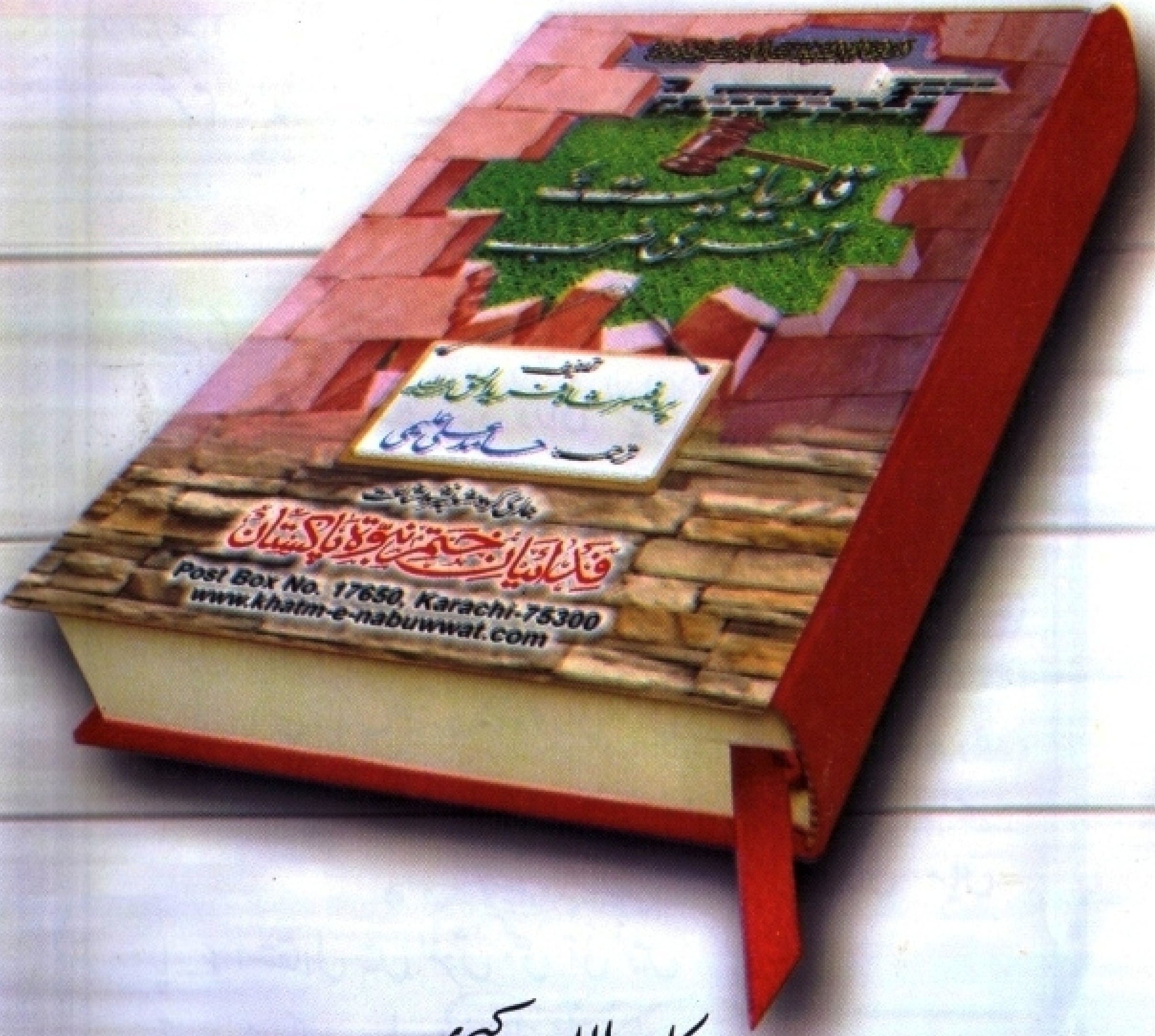
پائے استقلال میں لغزش کبھی آئی نہیں
آبروئے ملک و ملت شاہ نورانی میاں

آپ کے بعد اس وطن میں آپ سا کوئی نہیں
عزم و ہمت کی علامت شاہ نورانی میاں

بزم میں لایا ہے حافظؔ نذر کرنے لیے
چند گلہائے عقیدت شاہ نورانی میاں

قومی اسمبلی کی کاروائی پر مردِ حق **پروفیسر شاہ فرید الحق** رحمۃ اللہ علیہ

کی مختصر یادگار تحریر اردو ترجمہ کے ساتھ



کا مطالعہ کیجئے

رعایتی قیمت:- 50/روپے